# تقسیم میراث اور اصلاح رسوم

از: مفتی ابورفیدہ عارف محمود
استاذ ورفیقِ شعبۂ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

زمانہ جاہلیت میں لوگ جس طرح کفر وشرک میں مبتلا تھے،طرح طرح کی ظالمانہ رسمیں رائج تھیں، غلاموں پر بے جا تشدد کرنا،لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا،یتیموں اور بیواؤں کا مال ہڑپ کر جانا،اورعورتوں کوان کے جائز حقوق سے بھی محروم کرناعام تھا،اسی طرح اس وقت آج کے تہذیب یافتہ دور کی طرح یہ بھی رائج تھا کہ مرنے والے کا مال صرف اورصرف وہ مرد لیتے تھے جو جنگ کے قابل ہوں،باقی ورثا ،یتیم بچے اورعورتیں،روتے اور چلاتے رہ جاتیں،ان کے طاقتور چچااور بھائی ان کی آنکھوں کے سامنے تمام مال ومتاع پر قبضہ جمالیا کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے جہاں کفر وشرک کافور ہوااور دیگر تمام باطل رسموں کی اصلاح ہوئی،اسی طرح یتیموں کے مال اورعورتوں کے حقوق ومیراث کے سلسلے میں بھی تفصیلی احکام نازل ہوئے،دنیائے انسانیت جاہلی تہذیب سے نکل کر اسلام کے پاکیزہ معاشرت میں زندگی گزارنے لگی۔

## اسبابِ میراث

زمانۂ جاہلیت میں جن اسباب کی وجہ سے آدمی کو میراث ملتی تھی ،ان میں ایک سبب ''نسب'' تھا،دوسرا''معاہدہ'' (یعنی ایک دوسرے سے خوشی وغم میں تعاون کرنا ،ایک مرے گا تو دوسرا اس کا وارث بنے گا،اس بات کا معاہدہ کیا جاتا تھا ) تیسرا سبب ''متبنّٰی'' (یعنی منہ بولا بیٹا) وارث بنتا تھا،اس کے علاوہ ابتدائے اسلام میں ان اسباب کے ساتھ ساتھ مؤاخات وہجرت کی وجہ سے بھی میراث میں حصہ تھا،جو حقیقت میں معاہدہ کی ایک صورت تھی۔

## وصیت کا حکم

اللہ تعالیٰ کی ذات حکیم وعلیم ہے؛ چونکہ اللہ تعالی اپنی مخلوق کے حالات سے پوری طرح واقف وباخبر ہے؛ اس لیے اپنی حکمت وعلم کے پیش نظر زمانۂ جاہلیت کی رسموں کی اصلاح کے سلسلے میں تدریجاً احکام نازل فرمائے، اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ حکم نازل فرمایا کہ ہر شخص موت سے پہلے اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے اپنی رائے سے مناسب وصیت کرے؛ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرة:۱۸۰)

ترجمہ: تم پر یہ فرض کیا جاتا ہے کہ: جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے، بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لیے معقول طور پر کچھ کچھ بتلا جائے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن (۱:۱۱۵) میں اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصے شرع سے مقرر نہ ہوئے تھے، یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مردہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا مناسب سمجھے بتلا جاوے، اتنا تو ان لوگوں کا حق تھا، باقی جو کچھ رہتا وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا، اس آیت میں یہ حکم (یعنی وصیت)....

اس حکم کے تین جزؤ تھے، ایک بجز اولاد کے دوسرے ورثہ کے حصص وحقوق ترکہ میں معین نہ ہونا، دوم ایسے اقارب کے لیے وصیت کا واجب ہونا، تیسرے ثلث مال سے زیادہ وصیت کی اجازت نہ ہونا، پس پہلا جزؤ تو آیتِ میراث سے منسوخ ہے، دوسرا جزؤ حدیث سے جو کہ مؤید بالا جماع ہے منسوخ ہے، اور وجوب کے ساتھ جواز بھی منسوخ ہوگیا، یعنی وارث شرعی کے لیے وصیت مالیہ باطل ہے، تیسرا جزؤ اب بھی باقی ہے، ثلث سے زائد میں بدوں رضا ورثہ بالغین کے وصیت باطل ہے''۔

وصیت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَا حقُّ امرِءٍ مسلمٍ لَهٗ شَيءٌ یُوصِیٰ فِیهِ یَبِیتُ لَیلَتَینِ إلَّا وَ وَصِیَّتُهٗ مَکتُوبَةٌ عِندَهٗ“ (صحیح بخاری، کتاب الوصایا، رقم الحدیث: ۲۵۸۷)

ترجمہ: کسی بھی مسلمان کے پاس کوئی چیز ہو جس کی وصیت کرنا ہو تو اس کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں کہ دو راتیں گذر جائیں اور اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ مَاتَ عَلٰی وَصِیَّتِہٖ مَاتَ عَلٰی سَبِیلٍ وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلٰی تُقیً وَشَهَادَةٍ وَمَاتَ مَغفُورًا لَهٗ“ (سنن ابن ماجہ، الحث علی الوصیۃ، رقم الحدیث: ۲۷۰۱)

ترجمہ: جس شخص کو وصیت پر موت آئی (یعنی وصیت کر کے مرا) وہ صحیح راستہ اور سنت پر مرا، اور تقوی اور شہادت پر مرا، اور بخشا ہوا ہونے کی حالت میں مرا۔

وصیت کے حوالے سے بتدریج احکام نازل ہوئے ان پر عمل ہوتا گیا تو پھر میراث کے حوالے سے تدریجاً احکام نازل ہونا شروع ہوئے، اس سلسلے میں سب سے پہلا حکم یہ نازل ہوا کہ میراث جیسے مردوں کا حق ہے، اسی طرح عورتوں کا بھی حق ہے؛ چنانچہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد گرامی نازل ہوا:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِیبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِیبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِیباً مَفْرُوضاً﴾ (النساء: ۷)

ترجمہ: مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اس (مال) میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائے، خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ، حصہ بھی ایسا جو قطعی طور پر مقرر ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کا پس منظر کچھ یوں ہے، تفسیر قرطبی میں ہے کہ: حضرت اوس بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے پس ماندگان میں اہلیہ ام کُجّہ اور تین بیٹیاں چھوڑیں، حضرت اوس بن ثابت کے چچازاد بھائی سوید اور عرفجہ جو ان کے وصی بھی تھے، انھوں نے سارا مال خود لے لیا اور ام کجہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو جائیداد میں حصے سے محروم کر دیا، مظلوموں کا ماوی اور ملجا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کون تھا؟!، چنانچہ ام کجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا عرض کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مکان لوٹ جاؤ، جب تک اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ آئے تم صبر کرو، اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالی نے اجمالی طور سے اس آیت میں زمانۂ جاہلیت کے اس عمل کی نفی فرمائی

اور میراث میں عورتوں کا حصہ ہونے کا حکم بھی ارشاد فرمایا کہ میراث صرف مردوں کا حق نہیں؛ بلکہ اس میں عورتوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور ﷺ نے سُوید اور عرفجہ کو حکم دیا کہ اللہ تعالی نے میراث میں عورتوں کا بھی حصہ مقرر فرمایا ہے؛ لہٰذا تم اوس بن ثابت کے مال کو بحفاظت رکھنا، اس میں سے کچھ خرچ نہ کرنا۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور عورتوں کا حصہ ابھی تفصیلی طور سے بیان نہیں کیا گیا تھا، دوسرا واقعہ پیش آیا، تین ھجری احد کی لڑائی میں جلیل القدر صحابی سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ان کی شہادت پر حسب دستور بھائیوں نے تمام مال و جائیداد پر قبضہ کرلیا اور ان کی اہلیہ اور دو بیٹیوں کو میراث سے محروم کردیا، حضرت سعد کی اہلیہ نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں آکر واقعہ بیان کیا کہ سب مال ان کے چچا نے لیا ہے، حضور ﷺ نے ان کو بھی یہ کہہ کر واپس کردیا کہ صبر کرو عنقریب اللہ تعالی اس بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں گے۔

## میراث کے تفصیلی احکام

تفسیر قرطبی، مظہری اور روح المعانی میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالی نے عورتوں اور لڑکیوں کا حصہ بیان کرنے کے لیے اس آیت کو نازل فرمایا ﴿یُوصِیکُمُ اللّٰهُ فِیۡ اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ.... ﴾ (النساء:۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالی تمھیں تمہاری اولاد کے بارے حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے والدین کو صاف صراحتاً حکم دیا ہے کہ جس طرح میراث میں بیٹوں کا حق ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور اکرم ﷺ حضرت سعد کے بھائی سے کہلوایا کہ اپنے بھائی کے مال میں سے دو ثلث لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ ان کی بیوہ کو دو، اور باقی مال تمہارا ہے، اسلام کے قاعدۂ میراث کے مطابق سب سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میراث تقسیم ہوئی۔

## زندگی میں مال وجائیداد کی تقسیم

بعض حضرات اپنی زندگی ہی میں اپنا مال وجائیداد اولاد و اقربا میں تقسیم کردیتے ہیں، عام

طور سے دیکھنے میں آیا ہے کہ صرف بیٹوں کو حصہ دیا جاتا ہے اور بیٹیوں اور بیوی کو محروم کردیا جاتا ہے، جب کہ بعض بیٹیوں کو حج کروانے کا لالچ دے کر حصہ سے محروم رکھتے ہیں، ان لوگوں کو حالت صحت میں اگرچہ مال میں تصرف کامکمل اختیار ہے؛ لیکن یاد رہے ان کا یہ عمل اسلامی تعلیمات اوراس روح و مقتضیٰ کے خلاف ہے؛ چنانچہ امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنوسلمہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے، مجھ پر بے ہوشی طاری تھی، آپ ﷺ نے پانی منگوایا، وضوفرمایا اور کچھ چھینٹیں مجھ پر مارا، مجھے کچھ افاقہ ہوا، میں نے پوچھا کہ میں اپنی اولاد کے درمیان اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ أَوْلَادِکُمْ.....الخ'' (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، رقم: ۴۵۷۷، صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب: میراث الکلالۃ، رقم: ۴۲۳۱، سنن ترمذی، کتاب الفرائض، باب: میراث البنین مع البنات، رقم: ۲۰۹۶)

اس آیت میں والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کو بھی مال میں سے حصہ دو۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعتِ خداوندی میں مشغول رہتے ہیں؛ لیکن موت کے وقت وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں یعنی کسی شرعی عذر اور وجہ کے بغیر کسی حیلے سے یا تو حق داروں کا حصہ کم کردیتے ہیں، یا مکمل حصے سے محروم کردیتے ہیں، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے جہنم میں پہنچادیتا ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں! میراث کے بارے میں اللہ کے ایک حکم کے سلسلے میں حیلے بہانوں سے کام لینے والوں کی تمام عمر کی عبادتیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور دیگر اعمال ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے؛ بلکہ ایسے شخص کے بارے میں جہنم کی سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے، سنن سعید بن منصور کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ان الفاظ میں مروی ہے: ''مَنْ قَطَعَ مِیْرَاثاً فَرَضَہُ اللّٰہُ قَطَعَ اللّٰہُ مِیْرَاثَہُ مِنَ الْجَنَّۃِ'' (رقم: ۲۵۸) یعنی جو شخص اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ میراث کو ختم کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی میراث ختم کردیتے ہیں۔

## عورتوں کے حصوں کے بیان کرنے میں قرآن کا اسلوب

معزز قارئین! آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور فرمائیں ''لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ''

یعنی لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا، اللہ تبارک وتعالی نے: ''لِلْأُنْثَيَيْنِ مِثْلُ حَظِّ الذَّكَرِ'' نہیں فرمایا کہ دولڑکیوں کو ایک لڑکے جتنا حصہ ملے گا، علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے للذکر مثل حظ الانثیین فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے اہل عرب صرف لڑکوں کو حصہ دیا کرتے تھے، لڑکیوں کو نہیں دیتے تھے، ان کی اس عادت سیئہ پر رد اور لڑکیوں کے معاملے میں اہتمام کے لیے فرمایا کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا، گویا یہ فرمایا کہ صرف لڑکوں کو حصہ دیتے ہو، ہم نے ان کا حصہ دگنا کر دیا ہے لڑکیوں کے مقابلے میں؛ لیکن لڑکیوں کو بھی حصہ دینا ہوگا، ان کو میراث سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ''احکام القرآن'' میں اس آیت کے بارے فرماتے ہیں: هٰذِهِ الآيَةُ رُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِ الدِّيْنِ وَعُمْدَةٌ مِنْ عُمَدِ الدِّيْنِ وَأُمٌّ مِنْ أُمَّهَاتِ الْآيَاتِ، فَإِنَّ الْفَرَائِضَ عَظِيْمَةُ الْقَدْرِ، حَتّٰى أَنَّهَا ثُلُثُ الْعِلْمِ'' یہ آیت (يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ) ارکان دین میں سے ہے اور دین کے اہم ستونوں میں سے ہے اور امہات آیات میں سے ہے؛ اس لیے کہ فرائض (میراث) کا بہت عظیم مرتبہ ہے، یہاں تک کہ یہ ثلث علم ہے۔

اس آیت کریمہ میں میراث کے احکام بیان فرمانے کے بعد، اس کے اخیر میں اللہ تعالی نے یہ ارشاد فرمایا ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ یہ میراث کے احکام اللہ تعالی کے بیان کردہ حدود ہیں، ان حدود پر عمل کرنے والوں کے لیے بطور انعام وجزا کے فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالی اسے ایسی جنت میں داخل فرمائیں گے جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

میراث کے سلسلے میں اللہ کے بیان کردہ احکامات پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے آگ اور ذلّت کا عذاب ہوگا، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے بیان کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے، اللہ اس کو آگ میں داخل کر دیں گے؛ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

## جاہلانہ طرزِ عمل

بیٹوں کو حصہ دے کر بیٹیوں کو محروم کرنا، یا بھائی اور چچا وغیرہ کا خود لے کر عورتوں کو محروم کرنا، یہ زمانۂ جاہلیت کے کفار کا طرزِ عمل ہے، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدّث دارالعلوم دیوبند نے ''مفید الوارثین'' میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے واضح اور صریح حکم کو پسِ پشت ڈال کر ایک کافرانہ رسم پر عمل کرنا کوئی معمولی خطا نہیں ہے، نہایت سرکشی اور اعلی درجے کا جرم ہے؛ بلکہ کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔

یاد رہے کہ میراث کا علم شریعت میں نہ صرف مطلوب ہے؛ بلکہ اس کی بہت زیادہ اہمیت بھی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف علم قرار دیا ہے، دارقطنی میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، فَاِنَّهٗ نِصْفُ الْعِلْمِ، وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْسٰى وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْتَزَعُ مِنْ اُمَّتِيْ'' (کتاب الفرائض رقم:۱)

ترجمہ: اے لوگو! فرائض (میراث) کے مسائل سیکھو، اور اِسے لوگوں کو سکھاؤ بے شک وہ نصف علم ہے اور وہ سب سے پہلے بھلایا جائے گا اور وہ سب سے پہلے میری امت سے اٹھایا جائے گا۔

بہت سارے دین دار کہلانے والے لوگ جو نماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکام کے پابند تو ہوتے ہیں، ان کو ادھر اُدھر بہت ساری باتیں، قصے، کہانیاں تو یاد رہتی ہیں؛ لیکن میراث کا کوئی ایک مسئلہ بھی ان کو معلوم نہیں، یہ انتہائی درجہ غفلت کی بات ہے، اللہ تعالی ہم سب کو اس غفلت سے محفوظ رکھے۔

## ورثاء کے لیے مال چھوڑنا

اپنی اولاد اور ورثاء کے لیے مال چھوڑنا بھی ثواب کا کام ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں فتحِ مکہ والے سال ایسا بیمار ہوا کہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا ابھی موت آنے والی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بہت سا مال ہے، میری صرف ایک ہی بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی

وصیت کردوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں ، میں نے عرض کیا : آدھے مال کی وصیت کردوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں ، میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : تہائی کی وصیت کرسکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے، پھر فرمایا: ”إنْ تَدَعْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْراً مِنْ أنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أيْدِيْهِمْ“ تم اپنے ورثاء کو مال داری کی حالت میں چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگدستی کی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں (صحیح بخاری، کتاب الجمعه، رقم:۲۷۴۲)۔

آخر میں ایک دفعہ مکرّر یہ گزارش ہے کہ یتیموں، عورتوں، اور بیٹیوں کو میراث اور جائیداد میں حصے سے محروم کرنا بہت بڑا جرم ہے اور گناہ ہے، قانون خداوندی سے بغاوت کے مترادف ہے، اس بارے میں کسی قسم کے حیلوں اور بہانوں کا سہارا نہ لیا جائے؛ بلکہ جو شرعی حصہ داروں کا حق بنتا ہے، وہ ان کے سپرد کردیا جائے، ہاں! اگر اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اپنی رضا ورغبت سے کچھ، یا سارا کسی کو دینا چاہے تو اس کے لیے لینا جائز ہوگا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ: ہمیں پورے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور میراث کے حوالے سے پائی جانے والی غفلتوں کے ازالے کی ہمت عطا فرمائے ، امت مسلمہ کی تمام پریشانیوں اور مشکلات کو آسانیوں اور عافیت میں بدل دے۔ آمین

❁ ❁ ❁